جلد ۲۶ | مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۷ء | نمبر ۴۴

اِنّی لَاَجِدُ رِیحَ یُوسُف

مبارک ہو دل غمگیں چمن میں پھر بہار آئی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور لاکھ لاکھ حمد ہے کہ ہم نے اپنا گوہر مقصود پالیا اور دل کی تمنائیں بر آئیں اور بڑی بڑی فتوحات اور کامیابیوں کے ساتھ باد صبا ہمارے یوسف کی تشریف آوری کی زندگی بخش اور روح افزا خبر لائی اور عنقریب اس کے مبارک اور نورانی چہرہ کی زیارت سے ہم مالامال ہونیوالے ہیں اور ایک غم جدائی کے بدلے لاکھوں خوشیوں کے ساتھ اس کا وصل نصیب ہونے والا ہے اگر کسی روز شمع الگ پگھلتی نظر آتی تھی اور پروانے الگ تڑپتے دکھائی دیتے تھے تو اب وہ مبارک دن بھی آتا ہے کہ مردے جی اٹھیں گے اور انتظار کی گھڑیوں کا خاتمہ ہو جائیگا اور چمن احمد کے گونا گوں پھول ہر طرف کھلے نظر آئیں گے۔

اے احمدی قوم تجھے مبارک ہو دنیا کا سورج تو مشرق سے طلوع کرتا ہے مگر تمہارا سورج مغرب سے طلوع ہوا اور اس طرح تم کو دہری خوشی عطا ہوئی حضرت نبی کریم صلعم روحانیت کے عالم کے ایک نیر اعظم ہیں جن سے دنیا کے قلوب منور ہوتے ہیں۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کی حیثیت سے سراجاً منیراً فرمایا۔ مگر آپ کے کمالات کے کامل اظہار کے لئے آپ کے ایک کامل بروز کی ضرورت تھی تا جس طرح ایک مصفےٰ آئینہ دوسرے مصفےٰ آئینہ کا عکس اپنے اندر لے لیتا ہے اور اس طرح پر عکس کا عکس ان میں پڑ کر بیسیوں آئینے نظر آنے لگ جاتے ہیں جس سے ان کی صفائی کا کمال پورے طور پر ظاہر ہوتا ہے اسطرح حضرت نبی کریم کا کمال بھی پورے طور سے دنیا پر ظاہر ہو سو اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا فتبارک من علم و تعلم اور اسی بناء پر آپ کو خدا تعالیٰ نے یا قمر یا شمس کر کے پکارا کہ آپ نے اپنے آئینہ صافی میں آنحضرت کے آئینہ صافی کا ایسا عکس حاصل کیا کہ تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کے مصداق ہو گئے اس لئے دونوں آئینوں کی کمال صفائی کی وجہ سے لازمی ہے کہ آنحضرت کے آئینہ صفائی کا عکس لوٹ لوٹ کر حضرت مسیح موعود کے آئینہ صافی میں ظہور پذیر ہو پس آنحضرت کی صفائی کا کمال حضرت مسیح موعود کی ظلیت میں قیامت تک ظہور پذیر ہوتا رہے گا یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو محمود الوالعزم کی بشارت دی اور اس کو حسن و احسان میں آپ کا نظیر ٹھہرایا خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کا نام قمر رکھکر آپ کے ذاتی حسن و صفائی کی شہادت دی ہے اور آپ کا نام شمس رکھکر آپ کے محسن ہونے کی بشارت دی ہے کیونکہ آپ آنحضرت کے فیض کو اپنے آئینہ ظلیت کی راہ سے قیامت تک جاری کرنے والے ہیں پس آنحضرت کا ہر ایک فیض آپ کی اتباع سے ہی مل سکتا ہے پس اے خوش قسمت احمدی قوم تجھے مبارک ہو کہ تم محمود الوالعزم کو ہی نہیں دیکھو گے بلکہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خاتم النبیین کی زیارت کرو گے۔

خدا تعالیٰ نے دوشنبہ تمہارے لئے مبارک کیا اور اس کی بشارت دی کیونکہ مسیح موعود کا فرزند دلبند گرامی ارجمند غیبی نصرتوں کے ساتھ یورپ جیسی مادہ پرست دنیا میں جہاں اظہار حق کو سم قاتل سمجھا جاتا تھا علی الاعلان اظہار حق کر کے بڑی کامیابی کے ساتھ دنیا کے کناروں تک شہرت پاکر اور قوموں کو برکت پر برکت دیکر دوشنبہ کے روز تخت گاہ خلافت پر جلوہ افروز ہوں گے۔

خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد و جودی پرنٹر کے چھپا اور شیخ محمد ابراہیم علی پبلشر نے تراب منزل قادیان سے شایع کیا

یوسف بقعر چاہ بے محبوس ماندہ بود تنہا
دیں یوسف کہ تنہا از چاہ بر کشیدہ

ہٰذا ما وعدنا اللہ و رسولہ وصدق اللہ و رسولہ۔ حضرت عمرؓ کی فوجیں بیت المقدس میں خیمہ زن تھیں مگر دین تثلیث کا قلعہ سر نہیں ہوتا تھا جب حضرت عمرؓ خود تشریف لیگئے اور وہ بھی عیسائیوں کی دعوت کی بناء پر تب وہ مشکل جو فوجیں حل نہیں کر سکتی تھیں ان کے قدم کی برکت سے حل ہو گئی۔

اے احمدی قوم تجھے مبارک ہو کہ خدا تعالیٰ نے تجھے بھی فضل عمرؓ عطا کیا ہے جس کا دستہ فوج تثلیث کے مرکز کا محاصرہ کئے بیٹھا تھا مگر وہاں کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ احمدی کون ہیں اور کیا حیثیت رکھتے ہیں آخر عیسائیوں کی ہی دعوت پر آپ بھی خود ان کے مرکز میں تشریف لے گئے اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنی کمزور فوج کی مشکل حل کر دی تم یہ خیال مت کرو کہ حضرت عمرؓ کی طرح جسمانی طور پر تم کو قبضہ حاصل نہیں ہوا کیونکہ ان کے وقت میں جسمانی جنگ تھی اور اس وقت روحانی مگر تم اس جنگ کے دوران فتوحات کو حقیر مت خیال کرو کیونکہ ظاہری جنگوں سے تو صرف جسم مفتوح ہوتا ہے مگر روحانی مقابلے سے دلوں پر فتح نصیب ہوتی ہے پس کوئی اگر مغز دیگر قشر سے بخل نہیں کر سکتا۔ عنقریب وہ دن آتے ہیں کہ تم نہیں بلکہ وہ اور ان کے بادشاہ ہمہ تن آرزو ہو کر تمہارے پاس آئیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پس تمہارے لئے اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ تمہارا عمرؓ یورپ کے دل پر فتح حاصل کر کے تمہارے پاس آ رہا ہے ؎

غموں کا ایکدن اور چار شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہم سب خدام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے باوجود نحیفی اور کمزوری کے ہمارے لئے قوی دل کیا یا اور سلسلہ کے لئے ہر ایک قسم کی تکلیف اور صعوبت کو برداشت کیا ہم کو جن سے آپ جدا ہونا نہیں چاہتے تھے خالصتہ لمرضات اللہ اور شفقت علی خلق اللہ ان سے بھی جدائی اختیار کی اس لئے ہم حضور کے خاندان کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ سلسلہ کے مفاد کے لئے انہوں نے جدائی کی گھڑیوں کو برداشت کیا۔

بالآخر ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اس فتح عظیم پر مبارکباد کرتے ہیں جس کے ساتھ حضور واپس آ رہے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی کامیابی اور برکت کے ساتھ تادیر حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے۔

خاکسار:۔ حافظ جمال احمد

حضرت خلیفۃ المسیح کی کامیاب واپسی

۱۸ نومبر ۱۹۲۴ء کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مظفر و منصور یورپ کے سفر سے بمبئی کے ساحل پر ایس ایس پلسنا سے اترے ساحل سمندر پر احمدی جماعت کے نمائندوں نے پر جوش و اخلاص استقبال کیا۔ اس تقریب پر پشاور ملابار۔ رنگون۔ کراچی۔ پنجاب۔ بنگال۔ بہار سی پی۔ یو پی کی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے حضرت خلیفۃ المسیح نے جب سے ساحل کو دیکھا تھا آپ کی توجہ دعا کی طرف پھیری گئی تھی۔ اور آپ خاموشی کے ساتھ دعا میں مصروف تھے گو آپ کی محبت بھری نگاہیں نہایت اشتیاق کے ساتھ ساحل کی طرف بار بار اٹھتی تھیں اور اپنے خدام کی تلاش کرتی تھیں خدام کی حالت کا نقشہ کھینچا نہیں جا سکتا مگر ان کی پر اشتیاق بے قراری بار بار سمندر کے پانیوں پر اپنے سید و مولیٰ آقا کے جہاز کو دیکھنا چاہتی تھی۔ اور جہاز کے پہنچنے کے وقت کی خبریں ان کے قلوب میں تسلی اور تسکین کی بجائے شوق اور محبت کے جذبات کو ابھار دیتی تھیں اور تھوڑی سی دیر بھی ان کو مضطرب کر دیتی تھی۔ آخر پلسنا جہاز پر سے ہم نے ساحل کو دیکھا اور ساحل والوں نے جہاز کو آتے ہوئے دیکھ لیا اس وقت کی کیفیات کا نقشہ کوئی نہیں کھینچ سکتا۔

حضرت جہاز کے اس کنارے کی طرف آئے جہاں سے جماعت کے افراد نظر آتے تھے پہلے ایک مجمع نظر آتا تھا اور حضرت نے دوربین سے احباب کو شناخت کرنا شروع کیا جوں جوں جہاز قریب ہوتا جاتا تھا آپ نام لیکر پکارتے تھے وہ مفتی صاحب۔ وہ نیک محمد۔ وہ فلاں اور وہ فلاں حضرت خلیفۃ المسیح کی آواز میں محبت کے انتہائی جذبات پائے جاتے تھے مگر ایسے رنگ میں ان کا ظہور ہوتا تھا کہ محبت کے متلاطم سمندر پر گویا حکمران ہیں وقار اور استقلال کے خلاف کوئی بات پائی نہ جاتی تھی مکرمی چودھری علی محمد صاحب ایک سبز جھنڈا الیکر تختہ جہاز سے ہلا رہے تھے جس نے جماعت کو اپنے آقا کی تشریف آوری کا یقین دلا دیا تھا ہم ان مشتاق نگاہوں کو دیکھنے لگے اور دور سے السلام علیکم اور اہلاً و سہلاً مرحباً کی آوازیں ساحل کی فضا میں گونجیں اور جہاز کے تمام مسافروں کی توجہ کو اس منظر نے اپنی طرف کھینچ لیا جہاز کے مسافروں کے لب سے بڑی دلچسپی اس وقت لی تھی۔ جہاز لنگر انداز ہوا۔ اور چند احباب کو جہاز پر آنے کی اجازت ملی اور انہوں نے نہایت اخلاص و محبت اور ارادت کے پھول اپنے محبوب متاع کے قدموں میں پیش کئے ایک اخبار کے رپورٹر نے اسی وقت آپ سے انٹرویو کیا آخر ہم لوگ جہاز سے اترے اور احباب جماعت سے ملے حضرت مفتی صاحب نے جماعت کی طرف سے خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا ڈیلی میل کے فوٹو گرافر نے فوٹو لیا۔ اور وہاں سے لیاقت منزل میں پہنچے۔

اور جناب نواب سید محمد رضوی صاحب کے مہمان ہوئے جنہوں نے نہایت فراخدلی سے انتظام کیا ہوا تھا۔ اور آپ مہمانوں کے آرام کے لئے ہر طرح مصروف تھے ٹائمز آف انڈیا کے قائمقام نے آپ سے انٹرویو کیا اور ڈیلی میل کے مصور نے فوٹو لیا۔ مسٹر زمان مشہور پارسی مصنف نے بھی آپ سے انٹرویو کیا۔

۲۰ نومبر ۱۹۲۴ء کو جناب مسٹر گاندھی صاحب سے علی برادران اور مولانا آزاد کی موجودگی میں ملاقات ہوئی جس میں ہندوستان کے امن و آزادی اور ہندو مسلم اتحاد پر گفتگو ہوئی اور مولانا آزاد سے بھی بعض امور پر کچھ دیر تبادلہ خیالات ہوتا رہا اسی تاریخ کو آپ روانہ ہو کر ۲۱ نومبر ۱۹۲۴ء کی کو بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کے ذریعہ ہوتے آگرہ پہنچے۔ آگرہ آتے ہوئے سٹیشن پر آپ نے اگرن کو دیکھا جو احمدی جماعت کا ملکانہ تبلیغ کے ایام میں جولانگاہ رہا ہے۔ آگرہ سٹیشن پر سے آپ کا مخلصانہ استقبال کیا گیا۔ اور جناب مرزا عرفان علی بیگ صاحب نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔

۲۲ نومبر ۱۹۲۴ء کو آپ ملکانہ تبلیغ کے ایک بہت بڑے مرکز ساندہن کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے ساندہن کی جماعت نے آپ کو دعوت بھیجی تھی۔ ساندہن ملکانہ تبلیغ اور فتنہ ارتداد میں ایک تاریخی شہرت حاصل کر چکا ہے یہاں کے راجپوتوں نے آریوں کے اثر کو باوجود مختلف قسم کے لالچ پیش کئے قبول نہ کیا اور ان کی درخواستوں کو ٹھکرا دیا۔ آریوں نے بڑے بڑے حملے کرنے چاہے اور کئے مگر وہ بے نیل مرام واپس ہوتے رہے۔ کل انتظام یہاں ملکانوں نے آپ کیا تھا۔ بڑے بڑے شاندار دروازے بنائے گئے تھے جن میں سے ایک پر غلام احمد کی جے کا نعرہ لکھا ہوا تھا۔ نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ کسی بدبخت ظالم طبع دشمن نے اس مخلص کے گھر کو آگ لگا دی جہاں تمام انتظام کیا گیا تھا جس سے بہت بڑا نقصان ہوا مگر افسوس

یوسف بتوجہا بے خوش نمانده و تنہا
دیں یوسف کہ تنہا از چاہ بر کشیده

ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ۔ حضرت عمر کی فوجیں بیت المقدس میں خیمہ زن تھیں مگر دیو تثلیث کا قلعہ سر نہیں ہوتا تھا جب حضرت عمرؓ خود تشریف لیگئے اور وہ بھی عیسائیوں کی دعوت کی بنا پر تب وہ مشکل جو فوجیں حل نہیں کر سکتی تھیں ان کے قدم کے برکت سے حل ہو گئی۔

اے احمدی قوم تجھے مبارک ہو کہ خدا تعالیٰ نے تجھے بھی فضل عمر عطا کیا ہے جس کا دستہ فوج تثلیث کے مرکز کا محاصرہ کئے بیٹھا تھا مگر وہاں کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ احمدی کون ہیں اور کیا حیثیت رکھتے ہیں آخر عیسائیوں کی ہی دعوت پر آپ بھی خود ان کے مرکز میں تشریف لے گئے اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنی کمزور فوج کی مشکل حل کر دی تم یہ خیال مت کرو کہ حضرت عمرؓ کی طرح جسمانی طور پر تم کو قبضہ حاصل نہیں ہوا کیونکہ ان کے وقت میں جسمانی جنگ تھی اور اس وقت روحانی مگر تم اس جنگ کے دوران فتوحات کو حقیر مت خیال کرو کیونکہ ظاہری جنگوں سے تو صرف جسم مفتوح ہوتا ہے مگر روحانی مقابلے سے دلوں پر فتح نصیب ہوتی ہے پس کوئی تخم مغز دیگر قشر سے بخل نہیں کر سکتا۔ عنقریب وہ دن آنے ہیں کہ تم نہیں بلکہ وہ اور ان کے بادشاہ ہمہ تن آرزو ہو کر تمہارے پاس آئیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پس تمہارے لئے اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ تمہارا عمر یورپ کے دل پر فتح حاصل کر کے تمہارے پاس آ رہا ہے ؎

غموں کا ایکدن اور چار شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہم سب خدام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے باوجود نحیفی اور کمزوری کے ہمارے لئے قوی دل کہایا اور سلسلہ کے لئے ہر ایک قسم کا تکلیف اور صعوبت کو برداشت کیا اور جن سے آپ جدا ہونا نہیں چاہتے تھے خالصتہ لمرضاۃ اللہ اور شفقت علی خلق اللہ ان سے بھی جدائی اختیار کی اس لئے ہم حضور کے خاندان کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ سلسلہ کے مفاد کے لئے انہوں نے جدائی کی گھڑیوں کو برداشت کیا۔

بالآخر ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اس فتح عظیم پر مبارکباد کرتے ہیں جس کے ساتھ حضور واپس آ رہے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی کامیابی اور برکت کے ساتھ تادیر حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے۔

خاکسار:۔ حافظ جمال احمد۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی کامیاب واپسی

۱۸ نومبر ۱۹۲۴ء کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مظفر و منصور یورپ کے سفر سے بمبئی کے ساحل پر ایس ایس پلسنا سے اترے ساحل سمندر پر احمدی جماعت کے نمایندوں نے پر جوش واخلاص استقبال کیا۔ اس تقریب پر پشاور ملابار۔ رنگون۔ کراچی۔ پنجاب۔ بنگال۔ بہار سی پی۔ یوپی کی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے حضرت خلیفۃ المسیح نے جب سے ساحل کو دیکھا تھا آپ کی توجہ دعا کی طرف پھیری گئی تھی۔ اور آپ خاموشی کے ساتھ دعا میں مصروف تھے گو آپ کی محبت بھری نگاہیں نہایت اشتیاق کے ساتھ ساحل کی طرف بار بار اٹھتی تھیں اور اپنے خدام کی تلاش کرتی تھیں خدام کی حالت کا نقشہ کھینچا نہیں جاسکتا مگر ان کی پر اشتیاق بے قراری بار بار سمندر کے پانیوں پر اپنے سید و مولیٰ آقا کے جہاز کو دیکھنا چاہتی تھی۔ اور جہاز کے پہنچنے کے وقت کی خبر میں ان کے قلوب میں تسلی اور تسکین کی بجائے شوق اور محبت کے جذبات کو ابھار دیتی تھیں اور تھوڑی سی دیر بھی ان کو مضطرب کر دیتی تھی۔ آخر پلسنا جہاز پر سے ہم نے ساحل کو دیکھا اور ساحل والوں نے جہاز کو آتے ہوئے دیکھ لیا اس وقت کی کیفیات کا نقشہ کوئی نہیں کھینچ سکتا۔ حضرت جہاز کے اس کنارے کی طرف آئے جہاں جماعت کے افراد نظر آتے تھے پہلے ایک مجمع نظر آیا اور حضرت نے دوربین سے احباب کو شناخت کرنا شروع کیا جوں جوں جہاز قریب ہوتا جاتا تھا آپ نام لیکر پکارتے تھے وہ مفتی صاحب۔ وہ شیخ محمد۔ وہ فلاں اور وہ فلاں حضرت خلیفۃ المسیح کی آواز میں محبت کے انتہائی جذبات پائے جاتے تھے مگر ایسے رنگ میں ان کا ظہور ہوتا تھا کہ محبت کے متلاطم سمندر پر گویا حکمران ہیں وقار اور استقلال کے خلاف کوئی بات پائی نہ جاتی تھی مکرمی چودھری علی محمد صاحب ایک سبز جھنڈا لیکر تختہ جہاز سے ہلا رہے تھے جس نے جماعت کو اپنے آقا کی تشریف آوری کا یقین دلا دیا تھا ہم ان مشتاق نگاہوں کو دیکھنے لگے اور دور سے السلام علیکم اور اہلاً و سہلاً مرحباً کی آواز میں ساحل کی فضا میں گونجیں اور جہاز کے تمام مسافروں کی توجہ کو اس منظر نے اپنی طرف کھینچ لیا جہاز کے مسافروں کے لئے سب سے بڑی دلچسپی اس وقت یہی تھی۔ جہاز سے گنگوے دراز ہوا۔ اور چند احباب کو جہاز پر آنے کی اجازت ملی اور انہوں نے نہایت اخلاص و محبت اور ارادت کے پھول اپنے محبوب متاع کے قدموں میں پیش کئے ایک اخبار کے رپورٹر نے اسی وقت آپ سے انٹرویو کیا آخر ہم لوگ جہاز سے اترے اور احباب جماعت سے ملے حضرت مفتی صاحب نے جماعت کی طرف سے خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا ڈیلی میل کے فوٹو گرافر نے فوٹو لیا۔ اور وہاں سے لیاقت منزل میں پہنچے۔

اور جناب نواب سید محمد رضوی صاحب کے مہمان ہوئے جنہوں نے نہایت فراخدلی سے انتظام کیا ہوا تھا۔ اور آپ مہمانوں کے آرام کے لئے ہر طرح مصروف تھے ٹائمز آف انڈیا کے قائمقام نے آپ سے انٹرویو کیا اور ڈیلی کمبل کے مصور نے فوٹو لیا۔ مسٹر زمان مشہور پارسی مصنف نے بھی آپ سے انٹرویو کیا۔

۲۰ نومبر ۱۹۲۴ء کو جناب مسٹر گاندھی صاحب سے علی برادرز اور مولانا آزاد کی موجودگی میں ملاقات ہوئی جس میں ہندوستان کے امن و آزادی اور ہندو مسلم اتحاد پر گفتگو ہوئی اور مولانا آزاد سے بھی بعض امور پر کچھ دیر تبادلہ خیالات ہوتا رہا اسی تاریخ کو آپ روانہ ہو کر ۲۱ نومبر ۱۹۲۴ء کی کو بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کے ذریعہ ہوتے آگرہ پہنچے۔ آگرہ آتے ہوئے سٹیشن پر آپ نے اکرن کو دیکھا جو احمدی جماعت کا ملکانہ تبلیغ کے ایام میں جولانگاہ رہا ہے۔ آگرہ سٹیشن پر سے آپ کا مخلصانہ استقبال کیا گیا۔ اور جناب مرزا عرفان علی بیگ صاحب نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔

۲۲ نومبر ۱۹۲۴ء کو آپ ملکانہ تبلیغ کے ایک بہت بڑے مرکز ساندھن کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے ساندھن کی جماعت نے آپ کو عدن دعوت بھیجی تھی۔ ساندھن ملکانہ تبلیغ اور فتنہ ارتداد میں ایک تاریخی شہرت حاصل کر چکا ہے یہاں کے راجپوتوں نے آریوں کے اثر کو باوجود مختلف قسم کے لالچ پیش کئے قبول نہ کیا اور ان کی درخواستوں کو ٹھکرا دیا۔ آریوں نے بڑے بڑے حملے کرنے چاہے اور کئے مگر وہ بے نیل مرام واپس ہوتے رہے۔ کل انتظام یہاں ملکانوں نے آپ کیا تھا۔ بڑے بڑے شاندار دروازے بنائے گئے تھے جن میں سے ایک پر غلام احمد کی جے کا نعرہ لکھا ہوا تھا۔ نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ کسی بدبخت ظالم طبع دشمن نے اس مخلص کے گھر کو آگ لگا دی جہاں تمام انتظام کیا گیا تھا جس سے بہت بڑا نقصان ہوا مگر افسوس

اس کی ہمت اور حوصلہ یہ کہ باوجود اس نقصان کے اس کے چہرہ پر ذرا بھی گھبراہٹ اور اضطراب نہ تھا حضرت کے قیام اور جلسہ کا انتظام اسی عمدگی سے ہوا۔ انکی طرف سے ایڈریس پیش ہوا۔ حضرت نے جواب دیا اور پھر بہت لوگوں نے بیعت کی اور وہاں سے روانہ ہوکر اچھرہ سٹیشن سے سوار ہوئے باقی خدام پریم کے سٹیشن سے سوار ہوئے متھرا آکر ہم نے گاڑی تبدیل کی اور اسی رات کو دہلی پہنچے۔ دہلی کے سٹیشن پر بہت بڑا مجمع تھا۔ یہاں تک کہ راستہ چلنا مشکل ہو گیا راستہ ملتا ہی نہ تھا۔ اس جگہ بہت سی جماعتیں آئی ہوئی تھیں۔ دہلی اور شملہ کی جماعت نے مکان پر ایڈریس پیش کیا۔ حضرت نے جواب دیا۔ اور ۲۲ نومبر کی صبح دہلی سے روانہ ہوکر انبالہ پہنچے اور وہاں سے سپیشل ٹرین کے ذریعے بٹالہ کو روانہ ہوئے

تمام درمیانی سٹیشنوں پر جہاں گاڑی کھڑی ہوتی مختلف مقامات کی جماعتوں نے آکر شرف نیاز حاصل کیا۔

انبالہ کے سٹیشن پر جماعت انبالہ کی طرف سے دوپہر کا کھانا پیش ہوا اور راجپورہ کے سٹیشن پر ریاست پٹیالہ سرہند اور نابھہ۔ بسی وغیرہ کی جماعتیں موجود تھیں اور انہوں نے چاء کا انتظام رکھا تھا چاء اور دور رہا کے سٹیشنوں پر غوث گڑھ کی جماعت موجود تھی۔ چاوا پر گاڑی سٹیشن سے آگے نکل آئی تھی مگر سٹیشن پر جماعت معلوم ہوئی اس لئے گاڑی کھڑی کی گئی اور حضرت نے نہ گاڑی سے صرف اتر کر بلکہ کچھ دور پیدل جا کر اپنے خدام سے ملاقات کی لودہانہ کے سٹیشن پر قابل دید منظر تھا اور میرے خیال میں بہترین انتظام تھا تمام جماعت جو ضلع لودہانہ اور فیروزپور مالیرکوٹلہ وغیرہ سے آئی ہوئی تھیں ایک خاص ترتیب سے صف بستہ کھڑی تھیں محبت و اخلاص کے جذبات تمام قیود کو توڑ کر آگے بڑھنے پر مجبور کرتے تھے مگر ترتیب اور اطاعت کے احکام اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی ہدایت کر رہے تھے نہایت صبر و سکون سے وہ اپنی جگہ پر کھڑے رہے فواکہ اور چاء کا انتظام وسیع پیمانہ پر تھا حضرت نے گاڑی سے اتر کر نہایت اطمینان اور مسرت کے ساتھ سب بھائیوں سے مصافحہ کیا اور پھر ... کی جماعت کی طرف جا کر ان کے سلام کا جواب دیا۔ مکرمی شیخ محمد شفیع صاحب ... جماعت لودہانہ نے نہایت خوبی سے ایڈریس پڑھا۔ حضرت نے جواب دیا۔ لودہانہ کا نظارہ قابل دید تھا ایک گاڑی اس وقت اور کھڑی تھی اس کے تمام مسافر دروازوں میں کھڑے ہوکر اور باہر نکل کر اس روحانی مجمع کا لطف اٹھا رہے تھے لودہانہ کے بعد گاڑی جالندھر چھاؤنی پر ٹھہری جہاں ضلع جالندھر اور ہوشیارپور اور کپورتھلہ کی جماعت کے نمائندے کثیر تعداد میں موجود تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص قدیم اور محب صمیم حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پور نے اپنا ایڈریس پڑھا۔

پھر شہر جالندھر۔ بیاس وغیرہ مختصر سا قیام کرتی ہوئی سپیشل ٹرین امرتسر پہنچی۔ جہاں پلیٹ فارم پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی جماعت لاہور کا رفیع علم مبارکباد و خیر مقدم لہرا رہا تھا۔ اور حضرت قریشی صاحب قائمقام امیر جماعت لاہور نے اپنی جماعت کی طرف سے ایڈریس پڑھا۔ حضرت نے اسے تمام جماعتوں کی طرف سے سمجھ کر اس کا جواب دیا۔

جماعت امرتسر کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا مستری اللہ بخش صاحب نے اپنی نظم مبارکباد خود سنائی ۱۱ بجے گاڑی بٹالہ پہنچی جہاں بٹالہ اور ضلع گورداسپور مضافات کی جماعتیں موجود تھیں قادیان کی جماعت نے بٹالہ سٹیشن پر انتظام کے لئے ایک جماعت بھیجی ہوئی تھی۔ حضرت نے رات کو بٹالہ قیام فرمایا اور صبح سواری موٹر ۷ بجے روانہ ہوکر ۸ بجے کے قریب قادیان پہنچ گئے۔ جہاں جماعت نے بے نظیر استقبال کیا۔ تفصیلی حالات آئندہ انشاء اللہ لکھوں گا بمبئی سے قادیان تک کے حالات کا یہ ایک خاکہ ہے انشاء اللہ اگلی اشاعت میں ناظرین تفصیل سے پڑھیں گے۔

قادیان میں اسی روز سے آج تک برابر دعوتوں اور ایڈریسوں کا سلسلہ جاری ہے ایک دن چار قریبًا دعوتیں چاء اور کھانے کی ہو رہی ہیں کیونکہ صرف پانچ دن کے لئے حضرت نے منظوری دی ہے۔ خدا کا شکر اور اس کی حمد ہے کہ وہ جسے خدا نے مظفر کہا۔

اور وہ جس کا نام خدا نے محمود۔ اولوالعزم اور فضل رکھا یورپ کے سفر سے مظفر و منصور دارالامان میں داخل ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

غرض حضرت خلیفۃ المسیح معہ خدام بخیر و عافیت اور پوری کامیابی اور کامرانی کے ساتھ خدا کی حمد شکر کرتے ہوئے دارالامان میں داخل ہوئے اور اب قادیان ارض حرم کی طرح ہجوم خلق سے معمور ہے اور خوش و خرمی کی لہر جاری ہے اس مختصر رپورٹ کو ختم کرتے ہوئے میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مستری موسیٰ صاحب نے جسٹر جہرجانی دفعہ دہلی تک برف آب کا انتظام کیا تھا اس واپسی کے موقعہ پر دہلی سے انہوں نے چاء کا انتظام کیا شیخ عبدالحمید صاحب بھی حسب معمول دہلی پہنچ گئے تھے اللہ تعالیٰ ان اور تمام احباب کو ان کے اخلاص کی جزا دے

میں جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں مفصل کے ساتھ آئندہ انشاء اللہ لکھوں گا۔ قادیان میں چراغاں بھی کیا گیا۔ ہر ایڈریس میں حضرت کے ارشادات ایک خاص رنگ اور کیفیت رکھتے ہیں۔

مکتوبات احمدیہ

میں خدا تعالیٰ کے اس فضل و کرم کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کہ اس نے مجھے حضرت امام علیہ السلام کے مکتوبات کے جمع کرنے اور شائع کرنے کا قابل فخر موقعہ دیا ہے۔ مکتوبات کی کئی جلدیں اس سے پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ اب حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کا مجموعہ زیر ترتیب ہے اگرچہ ایک وقت اس کی کاپیاں بھی لکھی جا چکی تھیں مگر افسوس ہے کہ ایک نیا وقت ان پر گذر جانے کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اب چھپ نہ سکیں گی اس لئے میں دوبارہ انہیں لکھوانے کا انتظام کر رہا ہوں اگرچہ میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا تاہم امید کرتا ہوں کہ اگر اسباب میسر آ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب بھی جلسہ تک تیار ہو سکے گی اس وقت دفتر الحکم میں مخدومی سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات شائع ہو چکے ہیں اور ایسا ہی مولوی محمد حسین بٹالوی کے نام کے مکتوبات بھی شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ہر ایک جلد کی قیمت ۸ فی جلد ہے اور تھوڑی جلدیں دفتر میں موجود ہیں۔

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

میں نے اسی سال سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق و شمائل کی پہلی جلد شائع کی اور مجھے یقین تھا کہ دوسری جلد جلد مکمل ہو سکے گی چنانچہ ساڑھے چھ جز تک کاتب اسے لکھ چکا تھا اور پھر مجھے سفر یورپ کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے عزت ملی۔ اور اس سے آگے اس کی کتابت بند ہو گئی ہے اس لئے کہ میں مسودہ نہ لکھ سکا۔ اب واپس آنے پر میں نے اس کی تکمیل کا ارادہ پھر خدا کے فضل پر کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جلسہ سے پہلے دوسری جلد انشاء اللہ العزیز شائع ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق کے مختلف شعبوں پر واقعات دیکر بحث کی گئی ہے۔ اس جلد کی قیمت حسب معمول عہ ہوگی جو احباب پہلے سے خریدار ہیں ان کی خدمت میں شائع ہوتے ہی کتاب مذکور بذریعہ وی پی بھیجی جائیگی۔ چونکہ صرف پانچسو کاپیاں طبع ہو رہی ہیں اس لئے میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں

لنڈن سے روانگی

(۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء یوم جمعہ)

جیساکہ قرار پاچکا تھا آخر وہ دن آہی پہنچا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مع اپنے خدام کے لنڈن سے واپس دارالامان روانہ ہوں۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء کا دن آپکے لئے بہت معروفیت کا دن تھا۔ رخت سفر کا باندھنا ملاقاتیوں سے ملنا۔ جمعہ کی تیاری جو پٹنی کی مسجد میں پڑھنا قرار پایا تھا اور پھر ساڑھے چار بجے واٹرلو سٹیشن پر پہنچنا جہاں سے روانہ ہونا تھا ۲۳ کی رات آپ دو بجے تک ایک طالب حق کو سمجھاتے رہے یہ ایک نوجوان بی۔ سی پاس کرکے انگلستان آیا ہوا ہے اور حضرت سے محبت ہے مگر بوجہ فلسفی مزاج ہونے کے بہت سے اعتراضات رکھتا ہے خدا کی ہستی۔ روح کی حقیقت بہشت و دوزخ وغیرہ مسائل پر اس کو بہت کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہے پہلے بھی اس کو حضرت نے وقت دیا تھا۔ اور وعدہ تھا کہ چلنے سے پہلے پھر وقت دیں گے۔ کل ۲۳ اکتوبر کی شام کو جب مسٹر پرل کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب رخصت ہونے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ آپ ٹھہر جاویں میں کچھ وقت آپ کو اب دونگا اور کچھ صبح کو۔ چنانچہ یہ نوجوان ٹھہر گیا باوجودیکہ حضرت ۱۰ بجے کے قریب تک مسٹر پرلی اور اسکی رفیقہ کے سوالات کا جواب دیتے رہے تھے۔ مسٹر غیاث الدین (جو اس نوجوان کا نام ہے) کے ساتھ قریباً ۲ بجے تک گفتگو کرتے رہے اور اس کے بعد بدخوابی کی بیماری کا دورہ ہوگیا اور قطعاً نہ سو سکے رات اسطرح پر تقریروں اور بدخوابی میں گذری اور صبح سے رخت سفر باندھنے میں مصروف ہوگئے۔ خود اپنا سامان باندھا۔ ملک چنجوعہ صاحب کی بڑی محبت آمیز خواہش تھی کہ اسے یہ عزت اور سعادت نصیب ہو۔ مگر حضرت خود باندھتے رہے اور قریب ایک بجے کے فارغ ہوگئے۔

اس عرصہ میں بہت سے لوگ ملاقات کے لئے جمع ہوگئے تھے جو اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے اسٹیشن پر نہ آسکتے تھے یا جو یہ سمجھتے تھے کہ مکان پر ہمیں اچھا موقعہ مل جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے اخلاص کے اجر دے۔ آمین۔

بہرحال اس تگ و دو میں ہی کھانا کھایا گیا اور خدام کو حکم دیا کہ پٹنی کی مسجد کو روانہ ہوں چنانچہ ہم سب پٹنی پہنچے ( ) اور حضرت بذریعہ موٹر وہاں پہنچے۔ اور آپ نے نئی مسجد میں پہلا جمعہ پڑھایا۔

مسجد الفضل لنڈن میں پہلا جمعہ

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو جس مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو اسی میں پہلا جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھایا اس وقت قلب کی عجب حالت ہو رہی تھی محراب کی چھوٹی سی دیواریں صرف کھڑی تھیں اور باقی فرش زمین پر بچھایا گیا تھا۔ اگر فرش نہ ہوتا تو مسجد نبوی کی حالت کا نمونہ تھا کہ سجدہ میں پیشانیاں لت پت ہوجاویں اس مسجد مبارک میں پہلا جمعہ پڑھنے والوں کے جو نام مجھے یاد رہ سکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

میاں شریف احمد صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ شیخ مصری صاحب۔ خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب۔ چودھری فتح محمد صاحب۔ نیر صاحب مولانا درد صاحب (عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے) بھائی جی عبدالرحمٰن قادیانی صاحب۔ برادر عزیز الدین صاحب برادر نواب الدین صاحب۔ برادر مصباح الدین صاحب برادر ظفر حق صاحب۔ ڈاکٹر محمد تقی الدین صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ تین مسلمان عورتیں نسیبا دو انگریز ایک ترکی ہمشیرہ (احمدی شاعرہ) اور اس کی بیٹی اور مسٹر ترکی کی ہمشیرہ۔ مولوی محمد دین صاحب امریکن مبلغ خاکسار عرفانی (اور جو لوگ ہوں اور میں ان کے نام نوٹ نہ کرسکا ہوں وہ اطلاع دیدیں تاکہ درج ہوجا دیں) حکیم فضل الرحمٰن صاحب امریکہ۔ مسٹر مارٹن دفعہ تین طالب علم۔ ملک چنجوعہ صاحب۔ اور مسٹر عبدالرحیم صاحب خالد

جبکہ خطبہ جمعہ شروع ہوچکا تھا خادم عرفانی اسوقت آکر شریک ہوا اور حسب معمول سنت پڑھنے لگا آپ نے فرمایا کہ جب نماز شروع ہو رہی ہو تو سنت نہیں پڑھی جاتی اسی طرح ایک اور بھائی کو جو پیچھے سے آیا تھا فرمایا۔

خطبہ جمعہ

نوٹ: میں نے جہاں سے سنا ہے لکھا ہے مگر اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ابتداء کس طرح ہوئی ہے۔ اور ابھی غالباً آپ نے چند فقرے ہی بولے تھے۔ عرفانی) فرما رہے تھے۔

جب ایسی ترقی ہو اور ایسے حالات کے ماتحت ہو جو انسانی اندازہ اور قیاس و فکر سے باہر ہو یعنی کوئی حالات اور اسباب ایسے نہوں جن کے ماتحت وہ ترقی ہوسکتی ہو۔ اور قبل از وقت اس ترقی کا اندازہ اور قیاس کیا جاسکتا ہو۔ تو وہ ترقی خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی کے ماننے پر مجبور کردیتی ہے۔ اور اس بات پر ایمان لانے کیلئے مجبور کرتی ہے کہ کوئی بالا تر ہستی ہے۔ اور وہ عالم الغیب اور مقتدر ہستی ہے۔

قرآن کریم میں جتنے انبیاء کا ذکر آیا ہے۔ اور جو حالات انکو پیش آئے اور قبل از وقت ان مشکلات اور غیر موافق حالات میں انہوں نے جو خبریں اپنی ترقی اور کامیابی کے متعلق دیں اور یہ کہا کہ خدا نے ہم کو ایسا کہا ہے۔ اور پھر باوجود خطرناک مخالفت اور شدید ترین مشکلات کے ویسا ہی ہوا جو خدا نے کہا تھا جس کا انہوں نے خدا کے نام سے اعلان کیا تھا تو ان ترقیات کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے اور آج بھی جب انکی تاریخ کو پڑھتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح پر سالہا سال مشکلات اور مخالفت میں گذر نے کے بعد وہ کامیاب ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطرناک مشکلات کے وقت خدا سے خبر پاکر اپنی کامیابی اور ترقی کے متعلق کہا تھا کہ کس طرح پورا ہوا اس کو دیکھکر صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھ کہا گیا تھا وہ خدا کا کلام تھا نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے کہ آپ عالم الغیب تھے۔ یہ درست نہیں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہوتا اور نہیں ہے عالم الغیب والشہادۃ وہی پاک ذات ہے اور اسکی ذات میں کوئی شریک نہیں انبیاء علیہم السلام عالم الغیب نہیں ہوتے۔ البتہ خدا تعالیٰ سے وہ وحی پاکر بعض پیشگوئیاں کرتے ہیں اور یہ علم غیب ان کا اپنا نہیں بلکہ خدا کا ہوتا ہے۔ اور وہ غیب کی خبریں جو وہ قبل از وقت خدا کی وحی سے دیتے ہیں۔

خدا کی ہستی اور ان کی صداقت کا ثبوت ہوتی ہین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے سردار ہیں اور آپ کو جو غیب کی خبریں دی گئی ہیں ان کا سلسلہ بہت لمبا ہے اس لئے کہ آپ کی نبوت کا دامن بہت وسیع۔ مگر باوجود اس کے بھی آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ہم جب آپکے حالات کو دیکھتے ہیں تو ان میں بعض عجیب واقعات نظر آتے ہیں۔ آپ کو خدا سے الہام پاکر عمرہ کا ارادہ کیا اور آپ ایک بہت بڑی جماعت کو لیکر عمرہ کے لئے چل پڑے۔ مگر حدیبیہ کے مقام پر آپ کو رک جانا پڑا اور آپ کو بغیر عمرہ کرنے کے واپس آنا پڑا۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی جو جماعت صحابہ کی آپ کے ساتھ تھی ان سب کو بھی آپ کے ساتھ واپس ہونا پڑا یہاں تک کہ بعض کو ابتلاء بھی آیا۔ کہ اگر رسول اللہ کو خدا نے آپ کو کیوں نہیں بتا دیا کہ اس سال آپ عمرہ

کر سکیں گے مگر یہ واقعہ بتاتا ہے کہ آپ نے جو کچھ خدا سے خبر پائی تھی اسپر پورا یقین تھا کہ وہ خدا کی طرف سے ہی ہے اور وہ اپنے وقت پر اسی طرح پوری ہوئی۔ اور آپ کا اس سال عمرہ کے لئے آجانا اور مکہ میں داخل نہ ہو سکنا اس امر کی دلیل ہوگیا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ورنہ آپ کو اس سال آنے کی ضرورت نہ تھی۔ بغرض یہ درست نہیں کہ کوئی نبی یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عالم الغیب نہ تھے۔ اس کا علم اسی حد تک ہوتا ہے جو خدا سے اسے ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر **اسلام کی ترقی کی پیشگوئی** کی ہے اسلام کو ایک کامیابی آپ کے اور صحابہ کے عہد میں ہوئی اور وہ بہت بڑی کامیابی تھی مگر آخری زمانہ کے متعلق بھی اسکی ترقی اور کامیابی کی ایک پیشگوئی ہے اور اسلام اپنی تعلیم کے کمالات اور دلایل و براہین سے کل ادیان پر غالب آئے گا۔ وہ علمی اور عملی سچائیوں کے ساتھ غالب ہوگا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسلام کو پہلے غلبہ ہوا ہے مگر یہ وہ زمانہ تھا کہ اگرچہ اسلام کے لئے تلوار نہیں اٹھائی گئی تاہم ظاہر میں تلوار نظر آتی ہے۔ لیکن ایسے زمانہ میں جبکہ مسلمان تلوار کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ اور اپنی علمی عملی کمزوریوں میں بے حس ہو جاویں گے اس وقت اسلام کے غلبہ کی خبر دینا اور اسلام کا غالب آنا ایک ایسا زبردست اور کھلا کھلا ثبوت ہے کہ اس کے تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہ رہ سکتا۔

خدا تعالیٰ نے سورۃ صف میں اسلام کی اس کامیابی کی خبر آخری زمانہ کے متعلق دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری زمانہ میں فارسی النسل کے ذریعہ غلبہ اسلام کی خبر دی ہے اور آپ کے تیرہ سو سال بعد اس غلبہ کی ابتدا ہوگی پہلے مسلمانوں کو ضعف ہوگا۔ ہر طرح سے ان میں آجائے گا۔ انکی دینی و دنیوی مادی اخلاقی اور روحانی ہر قسم کی حالتوں میں ضعف پیدا ہوگا۔ اور باوجود اس ضعف اور کمزوری کے خدا تعالےٰ اسلام کو

غالب کریگا

یہ بات ایک خصوصیت رکھتی ہے دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب کوئی قوم تباہ ہو جاتی ہے تو شاذ ہی پھر وہ ترقی کرتی ہے اس وقت جو مسلمانوں کی جو حالت تھی۔ تو کوئی اس سے یہ قیاس نہیں کر سکتا تھا کہ یہ قوم غالب ہوگی۔ مگر خدا تعالیٰ نے پھر اس کے غالب ہونے کی خبر دی ہے۔ اور یہ ہو کر رہے گا۔ اور یہ غلبہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ اسی طرح پر وہ ہوگا کہ

ایرانی النسل میں سے بعض لوگوں کے ذریعہ پورا ہوگا جن میں سے حضرت مسیح موعود وہ پہلا وجود ہے جو اس غلبہ کا اصل ذریعہ ہے اور آپ کے بعد جو ترقیات ہوں گی وہ آپ ہی کی ترقیات ہیں۔

آج تم دیکھو کہ ان ترقیات کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ یکدم تبدیلیاں نہیں ہوا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے ابتدائے دعویٰ میں جو حالت تھی اسپر غور کرو۔ اور آج جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان کو دیکھو کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے بویا گیا باوجودیکہ تمام قومیں اور حکومت بھی چاہتی تھی کہ اس بیج کو تباہ کر دیا جائے مگر وہ بڑھا۔ اور پھیلا اور اب وقت آ رہا ہے کہ اس کے لذیذ اور شیریں اثمار دنیا میں اسلام کے لئے ایک کامل غلبہ کی گویا اگر دیں۔ حالات ایک زور کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے حظوظ نفس کے لئے شراب کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھکر اسلام پر اعتراض کرتے تھے کہ اس نے شراب جیسی ضروری چیز کو حرام کیا تھا وہ کس طرح خدا کا دین رکھتا ہے آج ان کے گھروں میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں اور حالات وقت نے ایسی صورت پیدا کر دی ہے کہ خود مغربی لوگوں میں یہ تحریک پیدا ہو گئی ہے کہ شراب بند کیجائے۔ لڑائی کے ایام میں بھی اسکی مخالفت کی گئی مگر اب بڑے زور سے یہ تحریک جاری ہے۔ امریکہ قطعی طور پر قانوناً شراب بند کر چکا ہے اسی طرح سود پر ساڑھے تیرہ سو سال کے قریب گزرے ہیں قرآن مجید نے یہ حکم دیا تھا کہ سود حرام ہے۔ اور یہ بتایا گیا تھا کہ سود جنگ کو پیدا کرتا ہے اب اسکی حقیقت کھل چکی ہے۔ پچھلی جنگ عظیم میں بھی اگر سود کی بلا نہ ہوتی تو اتنی دیر تک وہ جنگ جاری نہ رہ سکتی۔ اور اب اقتصادیات کے ماہر اور فلاسفر یہ آواز بلند کر رہے ہیں کہ سود جنگ کا موجب ہوتا ہے جب کبھی کوئی بڑی لڑائی ہوئی ہے تو اسے سود نے بنا گیا ہے۔ اسیطرح کثرت ازدواج پر اعتراض ہوتے رہے اب تک بھی بعض لوگ کرتے ہیں مگر عورتوں کی کثرت نے جو پہلے ہی تھی اور اب لڑائی کے بعد اور بھی اس میں اضافہ ہے اس آواز کو بھی بلند کیا ہے کہ ایک سے زیادہ عورتیں کی جائیں ہاں گرچہ یہ آواز ابھی دبیمی ہے مگر اٹھ رہی ہے اور وہ وقت قریب معلوم ہوتا ہے کہ جب اس صداقت کو عملاً تسلیم کیا جائے گا بہت لوگ ہیں جو اس کے حامی ہیں مگر وہ سوسائٹی کے رسم و رواج سے ڈرتے ہوئے آواز نہیں اٹھاتے اسیطرح طلاق کے متعلق بھی آواز اٹھ رہی ہے کہ یہ مشکلات کا علاج ہے۔ امن کے ذریعے جو تغیرات ہوتے ہیں ان کی رفتار سست ہوتی ہے جو گاڑی بہت تیزی سے چل رہی ہو اسکو یکدم روکا نہیں جا سکتا۔ پس جو رو پہلے سے مغرب میں چلی ہوئی ہے اب اسے روکنے کے لئے ایک وقت کی ضرورت ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ تغیرات ہو رہے ہیں انہیں تغیرات میں سے ایک یہ مسجد بھی ہے چند سال پہلے یہ خیال میں بھی نہ آتا ہوگا کہ لنڈن میں مسجد بنائی جائے گی یہ خیال کرتے ہوئے مجھے بچپن کی آوازیں یاد آتی ہیں اور میری عمر اس وقت ۳۵ سال کی ہے اس وقت یورپ کا بڑا علاج اسلام کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ اپالوجی لکھی جاوے جس سے عیسائیت اور اسلام اتحاد ہو جاوے مگر میں اس وقت بھی سمجھتا تھا اور خواہ کوئی اس وقت مجھکو پاگل ہی کہتا میرے خیال میں اپالوجی کی ضرورت نہیں تھی میں یقین رکھتا تھا کہ اسلام پھیل جائے گا اور اب تو میں دیکھتا ہوں کہ اسلام پھیل رہا ہے اور مغرب اسلام کی طرف آ رہا ہے۔ یہ تغیر جو اب ہو رہا ہے معمولی نہیں ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے جب پیشگوئی کی تھی تو اسے بالکل خیالی سمجھا جاتا تھا مگر آج واقعات بتا رہے ہیں کہ آپ کے غلام ان ملکوں میں اس تبلیغ کو پھیلا رہے ہیں اور اس پیغام کو پہنچا رہے ہیں جو آپ لیکر آئے تھے۔ اب اس تغیر کو دیکھتے ہوئے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود کے مبارک اور مقدس ہاتھ نے خدا سے علم پاکر بویا تھا اس کا درخت اب نکل رہا ہے درخت کی حفاظت کا بہترین وقت وہی ہے جبکہ کونپل نکل رہی ہو اگر اس وقت اس کی حفاظت اور غور پرداخت عمدگی سے ہو تو اس کے شیریں خوش گوار پھیل ہوتے ہیں لیکن اگر بے پروائی اور غفلت کی جاوے تو اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

پس محنت اور ہوشیاری سے اس کی نگرانی کرو۔ ہم سب کا فرض ہے کہ اس کونپل کی نگہداشت اور آبیاری میں غفلت نہ کریں۔ اور اپنی ساری توجہ کوشش اور احساسات کو اس طرف لگا دیں تاکہ ہم اس کے پھلوں کے لئے موقعہ پا دیں۔ ورنہ اس کونپل کی نگہداشت ہوگی اور پھل شیریں ہوں گے یہ درخت بڑھے گا کیونکہ خدا کا یہی منشا ہے لیکن افسوس ہوگا کہ اسکا ذریعہ اگر ہم نہ ہوں۔ پس میں پھر تاکید کرتا ہوں کہ اپنی ساری توجہ اس طرف لگا دو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

کتابوں کی رعایتی قیمت

دفتر الحکم کی رعایتی قیمت کا جو اشتہار شایع ہو چکا ہے اس کی میعاد آخر دسمبر ۱۹۲۴ء تک رہے گی۔ اور اس کے بعد یہ رعایت بند کر دیجائے گی۔ اس لئے آخری مرتبہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جن احباب نے اس رعایت سے اب تک فائدہ نہیں اٹھایا وہ آن کتابوں کے سٹ منگالیں۔ - عرفانی

کیا مرتد واجب القتل ہے

اسلام اور اسلام کے نادان دوست

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو ساتھ ہی اس کی عزت اور عظمت بھی دل میں پیدا ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے انسان ہر حال میں اپنے محبوب کی شان اور عظمت کا خیال رکھتا ہے اور کسی صورت میں بھی وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے محبوب پر کوئی حرف آئے بلکہ وہ کوئی ایسی بات بھی نہیں سن سکتا جس میں اس کے محبوب کی کسر شان ہو چہ جائیکہ وہ اپنی زبان سے ایسا کلمہ کہے۔ محض دعوے محبت جب تک کہ انسان اس دعوی کی تصدیق نہ کر دکھائے کوئی قابل اعتبار نہیں جیسا کہ آج کل مطابق حدیث لا یبقی من الاسلام الا اسمہ اکثر نام نہاد مسلمان حب اسلام کا دم تو بھرتے ہیں مگر رسم محبت سے بالکل ناآشنا ہیں ان کے وہم میں یہ ہے کہ وہ دل میں اسلام کی عظمت رکھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کی عظمت سے کوسوں دور ہیں وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ان کا وجود اسلام کی شوکت اور جلال کا موجب ہے مگر وہ حقیقۃً اسلام کے لئے قابل ننگ و عار ہیں ان کے دل میں سمایا ہوا ہے کہ دنیا ان کے سہارے پر ہے اور وہ لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لا رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عملی نمونہ سے دین کے استوار قدم ہلا دیئے ہیں اور اس طرح ہر کس و ناکس کو اس دین متین پر حملہ کرنے کی انہوں نے جرأت دلا دی ہے پس جو خود نور سے محروم ہے وہ دوسروں کو نور کی طرف کیا لیجائے گا۔ بلکہ ان کی حالت پر تو یہ شعر صادق آتا ہے۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

مولوی نعمت اللہ خان صاحب مرحوم کی سنگساری کا واقعہ ان کی سیہ باطنی اور اسلام سے جس کا دار و مدار قرآن کریم جیسی کامل الہامی کتاب پر ہے عدم الفت اور ناواقفی کی بین دلیل ہے ہر ایک سلیم الفطرت انسان ان کی اس قساوت قلبی کو دیکھکر انگشت بدنداں ہے۔

فرعونی سنت کا احیاء

اور پھر طرفہ یہ کہ اسلام جیسے سلامتی کے مذہب کو جس کی محبت کا وہ بظاہر دعوی کرتے ہیں انہوں نے اس ظلم عظیم سے متہم کرنے کی ہمہ تن کوشش کی کسی دینی مبلغ کو رجم کر دینے یا قتل کر دینے کا فتوی اگر کسی نے دیا ہے یا مذہب کے تبدیل کرنے پر ہاتھ پاؤں کاٹنے اور صلیب پر لٹکانے کا حکم اگر ملتا ہے تو قرآن کریم سے فرعون ہی کا ملتا ہے ساحر موسی پر ایمان لائے تو اس نے کہا لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اور اسی نے حضرت موسی کی نسبت کہا ذرونی اقتل موسی ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظہر فی الارض الفساد ایک طرف حضرت موسی کے ابناء قوم کو واجب القتل ٹھیرایا اور دوسری طرف حضرت موسی کیجو سرگروہ قوم تھے اس خیال اور خوف سے کہ موسی فرعونیوں کو کہیں دنیا سے نہ پھیر دے یا ملک میں فساد نہ برپا کر دے اصل میں فرعون نے حضرت موسی کا قتل بذریعہ سنگساری تجویز کیا تھا جیسا کہ حضرت موسی کے بیان انی عذت بربی و ربکم ان ترجمون سے ظاہر ہے پس کیا فرعونی سنت کی پیروی کرنے والے بھی کہیں حقیقی مسلمان کہلا سکتے ہیں اگر ان کو قرآن کریم سے کچھ بھی مس ہوتی اور قرآن کریم کا وہ کچھ بھی فہم رکھتے تو نہ وہ مرتد یا کسی فرقے کے آدمیوں کو قتل کر دینے کا فتوی دیتے اور نہ ہی وہ ایسا فتوی دینے والوں کی پیٹھ پھر تے کیا وہ نہایت مشہور و معروف مرتد کا واقعہ بھول گئے ہیں جو کہ اپنی ارتداد کے خیالات کی پر زور تبلیغ بھی کرتا ہے اور یہ آزادی بھی اس نے خدا تعالی سے حاصل کی ہے کہ حقیقۃً مذہب کا اصل مالک اور اس کو رسولوں کے ذریعے دنیا میں شایع کرنے والا ہے

مرتد کے متعلق خدا تعالی کی فعلی شہادت

وہ واقعہ شیطان کا ہے کیا وہ مرتد نہیں ہوا اور کیا خدا تعالی نے اسے اور اس کے ہم مشربوں کو مہلت دینے کے ساتھ ان کو اپنے خیالات کی تبلیغ کی بھی اجازت نہیں دی جیسا کہ پندرہویں پارہ میں خدا تعالی فرماتا ہے واستفزز من استطعت منہم کہ اے شیطان تو لوگوں کو پھسلانے اور گمراہ کرنے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا لے مگر اس مذہبی معاملہ میں اس کو جبر اور تشدد کی اجازت نہیں دی گئی جیسا خدا تعالی فرماتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطن کہ میرے بندوں پر تو جبر نہیں کر سکتا اس فقرہ کی زیادہ تشریح شیطان کے بیان سے ہو جاتی ہے جو وہ قیامت کے دن اپنے متبعین سے کریگا وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی کہ خدا نے تم سے وعدے کئے اور سچے کئے اور میں نے تم سے وعدے کئے مگر میں نے ان کا ایفا نہیں کیا مگر تم یاد رکھو کہ مجھے تم پر کوئی تسلط حاصل نہیں تھا میں نے تم کو اپنے خیال کی دعوت دی تم نے ان خیالات کو قبول کر لیا میری طرف سے کوئی جبر یا تشدد نہیں ہوا اس لئے تم مجھکو ملامت نہ کرو اپنے آپ کو ملامت کرو اب تو نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ جس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے مذہبی آزادی دی ہے اور اس میں کسی قسم کا جبر و تشدد جائز نہیں رکھا ورنہ شیطان جیسا مرتد سب سے اول اسی دنیا میں عبرتناک سزا کا مستحق ٹھیرتا۔

تبلیغ کی اجازت اور اس میں حکمت

مذہب ایک ایسی عزیز چیز ہے کہ انسان اسکے لئے اپنی جان تک دیدینے سے دریغ نہیں کرتا پس جو شخص کسی مذہب کو اختیار کرتا ہے اور جو اپنے مذہبی خیالات کی مہذبانہ رنگ میں تبلیغ کرتا ہے وہ ایک محبوب ترین چیز دوسرے کے سامنے پیش کرتا ہے پس کسی شریف انسان کے نزدیک عقلاً بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ اس مہذب مبلغ خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کا ہو کسی قسم کی سختی اور تشدد کو روا رکھے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جا بجا غیر مذاہب والوں کو ھاتوا برہانکم اور ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا کہکر ابھارا ہے کہ تا وہ اپنے مذہبی خیالات کو آزادی کے ساتھ پیش کریں اور اس میں ایک حکمت بھی ہے ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب تک غیر مذاہب والے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی خوبی اور معقولیت نہ پیش کریں نہ ان کی کمزوری ان پر ظاہر ہو سکتی ہے تا وہ اپنی اصلاح کر سکیں اور نہ ہی اسلام کی خوبیاں دنیا پر آشکارا ہو سکتی ہیں تا لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی پورے ظہور پذیر ہو اور اس پیشگوئی میں تلوار کا غلبہ مراد نہیں بلکہ دلائل اور معقولیت کا غلبہ مراد ہے جیسا کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھہم سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذاہب والے زبان کا ہتھیار استعمال کریں گے اس لئے تقریر کا جواب تقریر سے ہی درست ہو سکتا ہے نہ کہ تلوار سے ~

مذہب کے دو حصے اور انکے متعلق حکم

اصل بات یہ ہے کہ مذہب کا وہ حصہ جو حقوق اللہ کے نام سے موسوم ہے یعنی عقاید اور عبادات اس کی جزا و سزا خدا تعالی نے بعد الموت اور اپنے ہاتھ میں رکھی ہے لیکن جو امور کہ حقوق العباد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جیسے چوری۔ زنا۔ بغاوت۔ قتل وغیرہ ان کی سزا خدا تعالے نے اس دنیا میں حکومت وقت موقت مقرر فرمائی ہے۔

قتل مرتد کا استدلال اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ بمطابق آیت یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماویٰہم جہنم وبئس المصیر۔ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وہموا بما لم ینالوا۔ مرتدین کو جنہوں نے اسلام لانے کے بعد پھر کفر اختیار کر لیا ان سے جہاد کرنے اور ان پر سختی اور تشدد کرنے کا حکم صریح پایا جاتا ہے مگر وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اس آیت میں تو جہاں مرتدین پر سختی اور تشدد کرنے کا حکم پایا جاتا ہے وہاں کفار کے متعلق بھی پایا جاتا ہے پس اگر اس آیت سے مرتدین واجب القتل اور ہر ایک سختی اور تشدد کے مستحق ٹھہرتے ہیں تو پھر دیگر کفار اس فتویٰ سے باہر نہیں رہ سکتے حالانکہ انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا ولا یکذب بعضہ بعضا کے مطابق وہ قرآن کریم کی دیگر آیات پر نظر ڈالتے کہ تا ان کو اپنے غلط خیالات کی اصلاح کا موقعہ ملتا اور آیت کا بھی صحیح مفہوم ان پر ظاہر ہو جاتا۔

کفار کے دو گروہ

دراصل قرآن کریم میں کفار کے دو گروہوں کا ذکر ہے ایک وہ ہیں جو اسلام اور اہل اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہوتے ہیں اور ہر ایک قسم کی سختی مسلمانوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ دوسرا کفار کا وہ گروہ ہے جو مسلمانوں سے کوئی عداوت نہیں رکھتے اور نہ کسی مخالفانہ منصوبے میں شریک ہوتے ہیں۔ پس جہاں کہیں قرآن کریم میں کفار کو قتل کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم پایا جاتا ہے وہ ان موذی کفار کے متعلق ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے اور ان پر ہر قسم کا ظلم روا رکھنے والے ہیں چنانچہ اٹھائیسویں پارے میں خدا تعالیٰ نے کفار کے دو گروہوں اور ان کے ساتھ سلوک کا مفصل بیان فرمایا ہے۔ لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینہٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علی اخراجکم ان تولوہم ومن یتولہم فاولٰئک ہم الظالمون کہ ایسے کفار جو تم سے مذہبی اختلافات کی وجہ سے جنگ نہیں کرتے اور نہ وہ تم کو جلا وطن کرنے کی کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ تم کو ایسے کفاروں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کی اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے نہیں روکتا بلکہ اگر تم ان سے حسن سلوک کرو تو خدا تم کو اپنا محبوب بنائے گا۔ ہاں جو کفار تم سے مذہبی اختلافات کی وجہ سے جنگ کرتے اور تم کو وطن سے بے وطن کرتے ہیں یا جلا وطن کرنے والوں کے منصوبوں میں شریک ہو کر تمہارے خلاف ان کی مدد کرتے ہیں ایسے کفار سے خدا تعالیٰ دوستانہ تعلقات کی اجازت نہیں دیتا اور جو شخص ان سے دوستانہ کرے گا وہ ظالم ٹھیرے گا۔ اس کے علاوہ اصولی طور پر بھی خدا تعالیٰ نے ایک بین حکم دوسرے پارے میں بیان فرما دیا ہے۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کہ جو کفار تم سے جنگ کرتے ہیں ان سے تم جنگ کرو اور تمہاری طرف سے ان پر کوئی زیادتی نہ ہو ورنہ خدا تم کو محبوب نہیں رکھے گا۔

مرتدین کے دو گروہ اور انکی نسبت حکم

پس جس طرح خدا تعالیٰ نے کفار کے دو گروہوں کا ذکر فرما کر ان کے متعلق حکم اور فتویٰ بھی الگ الگ دیا ہے اسی طرح قرآن کریم میں مرتدین کے بھی دو گروہوں کا ذکر فرما کر دونوں کے متعلق الگ الگ فتویٰ دیا ہے یعنی ایک وہ مرتدین جو ارتداد اختیار کر کے پھر مسلمانوں سے برسرپیکار ہوتے اور اسلام اور اہل اسلام کے خلاف منصوبوں میں شریک ہو کر اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں اور کوئی موقعہ مسلمانوں کے خلاف فتنہ برپا کرنے کا وہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ایسے مرتدین کے واسطے حکم دیا ہے کہ بے شک ان کو پکڑو اور قتل کرو تم پر کوئی الزام نہیں۔ اور دوسرا مرتدین کا وہ گروہ ہے کہ نہ خود وہ مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں اور نہ جنگ کرنے والوں کی حمایت کرتے ہیں یا وہ ارتداد اختیار کر کے ایسے کفار کے ساتھ جا کر شامل ہوتے ہیں جن کا مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ ہے ایسے مرتدین پر دست درازی کرنے کے لئے کسی حیلہ بہانہ کی تلاش کرنے کی خدا نے اجازت نہیں فرمائی غرض جو احکام کفار کے متعلق فرمائے ہیں وہی مرتدین کے لئے بھی بیان فرمائے ہیں اور اسلام کا دامن ہر قسم کے ظلم اور بے جا سختی اور تعصب کی تعلیم سے پاک ہے۔ چنانچہ پانچویں پارے میں بالتشریح مرتدین کے دو گروہوں کا ذکر فرما کر ان کے علیحدہ علیحدہ احکام صادر فرمائے ہیں فما لکم فی المنافقین فئتین واللہ ارکسہم بما کسبوا اتریدون ان تہدوا من اضل اللہ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا۔ ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منہم اولیاء حتی یہاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوہم واقتلوہم حیث وجدتموہم ولا تتخذوا منہم ولیا ولا نصیرا۔ الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق او جاؤکم حصرت صدورہم ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومہم ولو شاء اللہ لسلطہم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا۔ ستجدون آخرین یریدون ان یامنوکم ویامنوا قومہم کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیہا فان لم یعتزلوکم ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیہم فخذوہم واقتلوہم حیث ثقفتموہم واولٰئکم جعلنا لکم علیہم سلطانا مبینا۔ جن منافقین نے علی الاعلان ارتداد کی راہ اختیار کر لی تھی ان کے بارے میں مومنین کے دو فریق ہو گئے تھے ایک کا یہ خیال تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے دوسرے فریق کی اس کے خلاف رائے تھی خدا تعالیٰ نے بالمقابل مرتدین کے دو گروہوں کا ذکر کر کے فیصلہ فرما دیا کہ نہ تو سب کے سب واجب القتل ہیں اور نہ ہی سب کے سب درگذر کر دینے کے لائق ہیں۔ ذیل میں ان آیات کا ترجمہ کر دیا جاتا ہے۔

تم کو کیا ہو گیا کہ منافقین کے بارے میں تم دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ خدا نے تو ان کے کرتوتوں کے باعث ان کو اوندھے منہ گرا دیا ہے کیا جن کو خدا نے گمراہ ٹھیرایا تم چاہتے ہو کہ انکو راہ راست پر لاؤ حالانکہ جن کو خدا نے گمراہ ٹھیرایا ان کی ہدایت کا کوئی ذریعہ تم حاصل نہیں کر سکتے منافقین چاہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے کفر اختیار کر لیا ہے تم بھی پھر کفر اختیار کر لو اور اس طرح تم دونوں برابر ہو جاؤ پس ان کو تم اپنا دوست مت بناؤ یہاں تک کہ وہ خدا کے لئے خدا تعالیٰ کی منہیات سے کنارہ کریں پس اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست مت بناؤ۔ اور نہ ان سے کسی قسم کی مدد حاصل کرو۔ ہاں وہ مرتدین جو ارتداد اختیار کر کے ایسی قوم سے جا ملتے ہیں جن سے تمہارا عہد و پیمان ہے یا وہ تمہارے پاس آتے ہیں ایسی حالت میں وہ نہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں نہ اپنی قوم کفار سے حالانکہ اگر خدا چاہتا تو جس طرح انہوں نے ارتداد اختیار کیا تھا ان کو تمہارے بالمقابل جنگ کے لئے آمادہ کر دیتا پس اگر وہ تم سے علیحدہ ہو کر تم سے جنگ نہ کریں بلکہ پیغام کی بجائے تم کو صلح کا پیغام دیں تو پھر تمہارا کوئی حق نہیں کہ ان کو ایذا پہنچانے کی تم کوئی کوشش کرو۔ کچھ مرتدین تم ایسے پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ نہ تم سے ان کو کوئی تکلیف پہنچے اور نہ اپنی قوم کفار سے باوجود اس کے ان کے اندر یہ گند بھرا ہے کہ منافقین جب کبھی ان کو مسلمانوں کے خلاف کوئی فتنہ برپا کرنیکی ترغیب دیتے ہیں وہ فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں پس اگر وہ کنارہ کشی نہ کریں اور نہ ہی وہ جنگ سے باز آئیں اور نہ پیغام صلح دینا چاہیں اور نہ فتنہ پردازی سے اپنے ہاتھوں کو روکیں تو پھر بے شک جہاں کہیں ان کو پاؤ پکڑو اور قتل کرو تم کو ان پر ہر طرح حق حاصل ہے۔ پس جو احکام کفار کے متعلق بیان فرمائے وہی احکام مرتدین کے لئے بھی خدا نے بیان فرمائے ہیں امن پسند کفار کی طرح ان سے معاہدہ ہو سکتا ہے ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور تعاون ہو سکتا ہے

پس اسلام کھلے طور پر مذہبی آزادی دیتا ہے اور بشرط تہذیب تبلیغ کی بھی ہر فرقے کو اجازت دیتا ہے خواہ وہ مرتد ہی ہو جب مرتدین کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کا یہ ہے تو اسلام کے ان نادان دوستوں کی حالت پر کس قدر افسوس آتا ہے جنہوں نے اسلام کی ایک سچی خادم قوم کو مرتد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اور پھر ان کو واجب القتل ٹھیرایا۔

قتل مرتد کا استدلال اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ بمطابق آیت یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماولہم جہنم وبئس المصیر۔ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وہموا بما لم ینالوا۔ مرتدین کو جنہوں نے اسلام لانے کے بعد پھر کفر اختیار کر لیا ان سے جہاد کرنے اور ان پر سختی اور تشدد کرنے کا حکم صریح پایا جاتا ہے مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ اس آیت میں تو جہاں مرتدین پر سختی اور تشدد کرنے کا حکم پایا جاتا ہے وہاں کفار کے متعلق بھی پایا جاتا ہے پس اگر اس آیت سے مرتدین واجب القتل اور ہر ایک سختی اور تشدد کے مستحق ٹھیرتے ہیں تو پھر دیگر کفار اس فتویٰ سے باہر نہیں رہ سکتے حالانکہ انما انزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا ولا یکذب بعضہ بعضا" کے مطابق وہ قرآن کریم کی دیگر آیات پر نظر ڈالتے کہ تا ان کو اپنے غلط خیالات کی اصلاح کا موقعہ ملتا اور آیت کا بھی صحیح مفہوم ان پر ظاہر ہو جاتا۔

کفار کے دو گروہ

دراصل قرآن کریم میں کفار کے دو گروہوں کا ذکر ہے ایک وہ ہیں جو اسلام اور اہل اسلام کی بیخ کنی کے در پے ہوتے ہیں اور ہر ایک قسم کی سختی مسلمانوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ دوسرا کفار کا وہ گروہ ہے جو مسلمانوں سے کوئی عداوت نہیں رکھتے اور نہ کسی مخالفانہ منصوبے میں شریک ہوتے ہیں۔ پس جہاں کہیں قرآن کریم میں کفار کو قتل کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم پایا جاتا ہے وہ ان موذی کفار کے متعلق ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے اور ان پر ہر قسم کا ظلم روا رکھنے والے ہیں چنانچہ اٹھائیسویں پارے میں خدا تعالیٰ نے کفار کے دو گروہوں اور ان کے ساتھ سلوک کا مفصل بیان فرمایا ہے۔ لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینہٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علی اخراجکم ان تولوہم ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون کہ ایسے کفار جو تم سے مذہبی اختلافات کی وجہ سے جنگ نہیں کرتے اور نہ وہ تم کو جلا وطن کرنے کی کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ تم کو ایسے کفاروں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کی اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے نہیں روکتا بلکہ اگر تم ان سے حسن سلوک کرو تو خدا تم کو اپنا محبوب بنائے گا۔ ہاں جو کفار تم سے مذہبی اختلافات کی وجہ سے جنگ کرتے اور تم کو وطن سے بے وطن کرتے ہیں یا جلا وطن کرنے والوں کے منصوبوں میں شریک ہو کر تمہارے خلاف ان کی مدد کرتے ہیں ایسے کفار سے خدا تعالیٰ دوستانہ تعلقات کی اجازت نہیں دیتا اور جو خلاف حکم ان سے دوستانہ کرے گا وہ ظالم ٹھیرے گا۔ اس کے علاوہ اصولی طور پر بھی خدا تعالیٰ نے ایک بین حکم دوسرے پارے میں بیان فرما دیا ہے۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کہ جو کفار تم سے جنگ کرتے ہیں ان سے تم جنگ کرو اور تمہاری طرف سے ان پر کوئی زیادتی نہ ہو ورنہ خدا تم کو محبوب نہیں رکھے گا۔

مرتدین کے دو گروہ اور انکی نسبت حکم

پس جس طرح خدا تعالیٰ نے کفار کے دو گروہوں کا ذکر فرما کر ان کے متعلق حکم اور فتویٰ بھی الگ الگ دیا ہے اسی طرح قرآن کریم میں مرتدین کے بھی دو گروہوں کا ذکر فرما کر دونوں کے متعلق الگ الگ فتویٰ دیا ہے یعنی ایک وہ مرتدین جو ارتداد اختیار کر کے پھر مسلمانوں سے برسر پیکار ہوتے اور اسلام اور اہل اسلام کے خلاف منصوبوں میں شریک ہو کر اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں اور کوئی موقعہ مسلمانوں کے خلاف فتنہ برپا کرنے کا وہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ایسے مرتدین کے واسطے حکم دیا ہے کہ بے شک ان کو پکڑو اور قتل کرو تم پر کوئی الزام نہیں۔ اور دوسرا مرتدین کا وہ گروہ ہے کہ نہ خود وہ مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں اور نہ جنگ کرنے والوں کی حمایت کرتے ہیں یا وہ ارتداد اختیار کر کے ایسے کفار کے ساتھ جا کر شامل ہوتے ہیں جن کا مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ ہے ایسے مرتدین پر دست درازی کرنے کے لئے کسی حیلہ بہانہ کی تلاش کرنے کی خدا نے اجازت نہیں فرمائی غرض جو احکام کفار کے متعلق فرمائے ہیں وہی مرتدین کے لئے بھی بیان فرمائے ہیں اور اسلام کا دامن ہر قسم کے ظلم اور بے جا سختی اور تعصب کی تعلیم سے پاک ہے۔ چنانچہ پانچویں پارے میں بالتشریح مرتدین کے دو گروہوں کا ذکر فرما کر ان کے علیحدہ علیحدہ احکام صادر فرمائے ہیں فما لکم فی المنافقین فئتین واللہ ارکسہم بما کسبوا اتریدون ان تہدوا من اضل اللہ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا۔ ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منہم اولیاء حتی یہاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوہم واقتلوہم حیث وجدتموہم ولا تتخذوا منہم ولیا ولا نصیرا۔ الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق او جاؤکم حصرت صدورہم ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومہم ولو شاء اللہ لسلطہم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا۔ ستجدون آخرین یریدون ان یامنوکم ویامنوا قومہم کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیہا فان لم یعتزلوکم ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیہم فخذوہم واقتلوہم حیث ثقفتموہم واولئکم جعلنا لکم علیہم سلطانا مبینا جن منافقین نے علی الاعلان ارتداد کی راہ اختیار کر لی تھی ان کے بارے میں مومنین کے دو فریق ہو گئے تھے ایک کا یہ خیال تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے دوسرے فریق کی اس کے خلاف رائے تھی خدا تعالیٰ نے بالمقابل مرتدین کے دو گروہوں کا ذکر کر کے فیصلہ فرما دیا کہ نہ تو سب کے سب واجب القتل ہیں اور نہ ہی سب کے سب درگذر کر دیئے کے لائق ہیں۔ ذیل میں ان آیات کا ترجمہ کر دیا جاتا ہے۔

تم کو کیا ہو گیا کہ منافقین کے بارے میں تم دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ خدا نے تو ان کے کرتوتوں کے باعث ان کو اوندھے منہ گرا دیا ہے کیا جن کو خدا نے گمراہ ٹھیرایا تم چاہتے ہو کہ انکو راہ راست پر لاؤ حالانکہ جن کو خدا نے گمراہ ٹھیرایا ان کی ہدایت کا کوئی ذریعہ تم حاصل نہیں کر سکتے منافقین چاہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے کفر اختیار کر لیا ہے تم بھی پھر کفر اختیار کر لو اور اس طرح تم دونوں برابر ہو جاؤ پس ان کو تم اپنا دوست مت بناؤ یہاں تک کہ وہ خدا کے لئے خدا تعالیٰ کی منہیات سے کنارہ کریں پس اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست مت بناؤ۔ اور نہ ان سے کسی قسم کی مدد حاصل کرو۔ ہاں وہ مرتدین جو ارتداد اختیار کر کے ایسی قوم سے جا ملتے ہیں جن سے تمہارا عہد و پیمان ہے یا وہ تمہارے پاس آتے ہیں ایسی حالت میں وہ نہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں نہ اپنی قوم کفار سے حالانکہ اگر خدا چاہتا تو جس طرح انہوں نے ارتداد اختیار کیا تھا ان کو تمہارے بالمقابل جنگ کے لئے آمادہ کر دیتا پس اگر وہ تم سے علیحدہ ہو کر تم سے جنگ نہ کریں بلکہ پیغام کی بجائے تم کو صلح کا پیغام دیں تو پھر تمہارا کوئی حق نہیں کہ ان کو ایذا پہنچانے کی تم کوئی کوشش کرو۔ کچھ مرتدین تم ایسے پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ نہ تم سے ان کو کوئی تکلیف پہنچے اور نہ اپنی قوم کفار سے باوجود اس کے ان کے اندر یہ گند بھرا ہے کہ مخالفین جب کبھی ان کو مسلمانوں کے خلاف کوئی فتنہ برپا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں وہ فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں پس اگر وہ کنارہ کشی نہ کریں اور نہ ہی وہ جنگ سے باز آئیں اور نہ پیغام صلح دینا چاہیں اور نہ فتنہ پردازی سے اپنے ہاتھوں کو روکیں تو پھر بے شک جہاں کہیں ان کو پاؤ پکڑو اور قتل کرو تم کو ان پر ہر طرح حق حاصل ہے۔ پس جو احکام کفار کے متعلق بیان فرمائے وہی احکام مرتدین کے لئے بھی خدا نے بیان فرمائے ہیں امن پسند کفار کی طرح ان سے معاہدہ ہو سکتا ہے ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور تعاون ہو سکتا ہے

پس اسلام کھلے طور پر مذہبی آزادی دیتا ہے اور بشرط تہذیب تبلیغ کی بھی ہر فرقے کو اجازت دیتا ہے خواہ وہ مرتد ہی ہو جب مرتد ہی کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کا یہ ہے تو اسلام کے ان نادان دوستوں کی حالت پر کس قدر افسوس آتا ہے جنہوں نے اسلام کی ایک سچی خادم قوم کو مرتد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اور پھر ان کو واجب القتل ٹھیرایا۔

آنحضرت کا اسوۂ حسنہ

کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ان کی جماعت کا یہ قصور ہے کہ وہ ان کی نبوت پر ایمان لائے اس لئے وہ مرتد اور واجب القتل ہیں جب خداوند تعالیٰ کا فیصلہ ان کو یاد نہیں رہا تو رسول کا فیصلہ تو بدرجہ اولیٰ ان کو فراموش ہونا چاہئے تھا۔ رسول کریم چند صحابہ کے ہمراہ ابن صیاد کے پاس گئے تھے آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم مجھکو نبی مانتے ہو اس نے کہا ہاں میں آپ کو امیوں کا نبی مانتا ہوں۔ پھر اس نے آنحضرت سے کہا کہ کیا آپ مجھے رسول مانتے ہیں تو آپ نے جواب میں کیا ہی اسوہ حسنہ پیش کیا فرمایا کہ میں تو خدا کے سب رسولوں پر ایمان لاتا ہوں آج کل کے ننگ اسلام علماء کی طرح جھٹ فتویٰ نہیں جڑ دیا۔ باوجودیکہ حضرت عمر نے ابن صیاد کے کلمہ کو آنحضرت کے بالمقابل گستاخی پر محمول کر کے آپ سے ابن صیاد کے قتل کر دینے کا فتویٰ حاصل کرنا چاہا مگر آنحضرت نے قتل کا فتویٰ دینے سے انکار کر دیا کیونکہ جھوٹے نبی کی سزا بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو فہم قرآن اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار
حافظ جمال احمد

سفر یورپ سے واپسی
اور گزارش احوال واقعی

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۴ء کو پورے چار ماہ اور بارہ دن کے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہمرکاب بخیر و عافیت دارالامان میں واپس پہنچ گیا۔ اور میں پھر موقع پاتا ہوں کہ اپنے فرض کو ادا کرنے کی توفیق پاؤں۔

میری غیر حاضری میں الحکم کی باقاعدہ اشاعت میرے لئے بہت ہی خوشی کا موجب رہی ہے جس پر میں خدا تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ باوجودیکہ میں الحکم کے لئے کچھ بھی نہ کر سکتا تھا مگر خدا تعالیٰ نے غیب کے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ اپنے وقت پر پوری پابندی کے ساتھ شایع ہوتا رہا۔ یہ دوسری بات ہے کہ میری غیر حاضری کا نمایاں اثر اس کی ترتیب میں پایا جاتا تھا لیکن ناسپاسی ہو گی اگر میں عزیز مکرم شمس اور مخدومی حضرت بابو فیروز علی صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں کہ جنہوں نے محض رضائے الٰہی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی یادگار کو قایم رکھنے کے لئے اپنے اوقات اور آرام کو قربان کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مجھکو یہ امر افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض خریداران اخبار نے وقت پر قیمت ادا کرنے میں تساہل کیا میری غیر حاضری کا اقتضا تو یہ تھا کہ اخبار کو جاری رکھنے کے لئے اگر کسی ڈونیشن کی ضرورت بھی پیش آتی تو انہیں تامل نہ ہوتا مگر افسوس یہ ہے کہ واجب الادا قیمت بھی ادا نہیں کی گئی۔ اور وی پی واپس کر کے الٹا نقصان پہونچایا گو ان کے ارادہ میں یہ بات نہ ہو اور مجھے یقین ہے کہ کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس یادگار کو نقصان پہونچانا تو درکنار پہونچانا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

بہرحال جو کچھ ہو وہ ایک دلخراش اور حوصلہ شکن امر ہے۔ الحکم پہلے ہی زیربار ہے اور اب اس زیرباری میں اور بھی اضافہ ہوا۔ میرے لئے یہ سہل امر ہے کہ میں اس کو بند کر کے سبکدوشی حاصل کر لوں لیکن جب کہ بارہا میں نے ظاہر کیا ہے حضرت مسیح موعود نے اپنا ایک بازو فرمایا اور میری عزت و حمیت نے کبھی پسند نہ کیا کہ میں اسے بند کر دوں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے خصوصیت سے مجھے الحکم کے بند نہ کرنے کی بیعت لی اس لئے میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ میں اس کے بند کرنے کا خیال بھی دل میں لاؤں حضرت خلیفہ ثانی کی سالانہ تقریروں میں جماعت الحکم کے متعلق بہت کچھ سن چکی ہے اور ان تقریروں کے بعد مجھکو ایسا خیال کرنا بھی سودا دلی معلوم ہوتی ہے۔ پس یہ تو فیصلہ شدہ امر ہے کہ میں اسے بند نہیں کر سکتا اور یہ جماعت کا فرض ہے کہ اسے زندہ رکھنے کے لئے اپنی متفقہ کوشش کو جاری رکھیں

الحکم کے خریداران کے ذمہ بہت سا بقایا ہے اور میں نے حیدرآباد سے واپس آکر صرف سال رواں کی قیمت بعض احباب سے وصول کی تھی اور بقایا کے وصول کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا تھا۔ اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمام حسابات کو صاف کر دیکھا وے اور آئندہ بلا وصولی قیمت کسی کے نام جاری نہ کئے جاویں اور سختی کے ساتھ اس پر عمل کیا جاوے۔ اس وقت تک الحکم تین ہزار کے قریب زیربار رہے اور اس کے قریب قریب اس کا واجب الوصول بھی ہے۔ پس میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ اخبار کی قیمت ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ذمہ کی رقوم کو ادا کر دیں اور اس غرض کے لئے جو وی پی دفتر سے جاری ہوں انکو بلا تامل وصول کر لیں اور اگر انہیں حساب میں کوئی امر قابل اصلاح معلوم ہو تو وی پی امانت میں رکھ کر دریافت کر لیں اور ایک طریق یہ بھی ہے کہ وہ خود لکھدیں کہ ان کے حساب سے ان کے ذمہ کیا ہے؟ دفتر اس پر حسن ظن کرے گا اور اسے تسلیم کرے گا تاکہ حساب صاف ہو۔

الحکم جب سے جاری ہوا ہے اس کا معمول رہا ہے کہ ہمیشہ ۱۰ دسمبر کا پرچہ سال آئندہ کی قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جاتا رہا ہے اسی معمول کے موافق ۱۰ دسمبر کا الحکم خریداران الحکم کے نام ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۴ء کے بقایا کے لئے وی پی کیا جائے گا۔ مجھکو یقین ہے کہ الحکم کے سرپرست مجھے شکایت کا موقعہ نہ دیں گے جو اخبار جاری نہ رکھنا چاہتے ہوں وہ مجھے فوراً اطلاع دیں اور اگر ۱۴ دسمبر ۱۹۲۴ء تک کوئی اطلاع نہ آئی تو میں سمجھوں گا کہ وہ باقاعدہ خریدار رہنا چاہتے ہیں اور وی پی وصول کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

اس کے بعد مجھے ان احباب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے میری غیر حاضری میں اپنے خادم قدیم کی اعانت میں کسی طرح حصہ لیا سفر یورپ کے متعلق جو خطوط شایع ہوتے رہے ہیں۔ اور تفصیل حالات سفرنامہ میں جو انشاء اللہ العزیز بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے شایع ہوگا تحریر کئے جاویں گے۔

یورپ اور بلاد اسلامیہ کے جن ممالک میں جانے کا موقعہ ملا ہے میں نے بحیثیت اخبار نویس اپنے نقطہ خیال سے جو کچھ دیکھا ہے اس کا ایک سلسلہ میں اخبار الحکم میں خدا کے فضل اور توفیق سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں

جن احباب نے کامیاب واپسی پر مبارکباد کے خطوط لکھے ہیں میں ان کی خدمت میں جزاکم اللہ احسن الجزاء کا پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انہیں اس مخلصانہ محبت کے لئے اپنی محبت عطا فرماوے آمین۔

خاکسار عرفانی

تادیب النساء کے خریداروں کو اطلاع

تادیب النساء کی دوسری جلد کے تین نمبر شایع ہو چکے ہیں چوتھا اور پانچواں نمبر اکٹھا دسمبر تک انشاء اللہ شایع ہو جائے گا۔ اس وقت تک دوسری جلد کے خریداروں سے پیشگی قیمت حسب معمول وصول نہیں کی گئی ہے اور بعض کے ذمہ پہلے سال کی قیمت بھی باقی ہے ان تمام احباب کو یاد رکھنا چاہئے کہ وصولی قیمت بقایا اور پیشگی کے لئے وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ وصول فرما کر اپنے رسالہ کی اعانت کریں۔ یہ بھی یاد رہے کہ وی پی میں ہمیشہ کوئی پرانا پرچہ بھیجا جاتا ہے۔ خواہ الحکم کے نئے وی پی ہو یا تادیب النساء کے لئے

(عرفانی)